# علامہ اقبال کی شاعری میں
# قرآنی رنگ آمیزی

ڈاکٹر علی کمیل قزلباش
مدیر، مجلہ پیغام آشنا، اسلام آباد پاکستان

قرآن وہ کتاب ہے جو روز ازل ہی سے انسانیت کے لیے سرچشمہ ہدایت رہا ہے

.ایسا کوئی بھی اہل نظر جو حق کی شناخت سے بہرہ ور ہوا ہے قرآني نور سے بے بہرہ نہیں رہا۔ حتي وہ مفکرین بھی جو باقاعدہ حلقہ بگوش اسلام نہیں تھے لیکن حرف حق سے آشنا تھے اس کتاب عظیم قرآن سے بھرہ ور تھے.

جب کہ مسلمان مفکرین تو الھام قرآني کے بنا تکلم تك بھی نہیں کر پاتے. وہ شعرا جو اھل معرفت اور تلامذہ رحمن کے قبیلے میں سے ہیں، قرآن ان کے پہلو میں رہا ہے. ان کے اشعار میں قرآنی حوالے موجود ہیں. جیسا کہ مثنوي مولوي کے بارے میں مولانا جامي سے منسوب ہے کہ:

## مثنوي معنوي مولوي
## است قرآن در زبان پهلوی

سندھی زبان کے عظیم صوفی شاعر شاہ عبداللطیف نے بھی فرمایاتھا کہ میرے سرہانے ہروقت قرآن اور مثنوی مولوی رہتی ہے۔

اقبال کا تو تمام کلام کلیات فارسي اور اردو قرآنی تعلیمات کے زیر اثر ہے، جبکہ ان کے اشعار میں قرآني عظمت و تعلیم کے بارے میں اشعار بکثرت دیکھے جا سکتے ہیں. ان کی نظر میں قرآن حقیقت آدم شناسي اور آدم پروري میں اہم ترین کردار کا حامل ہے. وہ فرماتے ہیں:

نقش قرآن تا درین عالم نشست
نقش هاي کاهن و پاپا شکست
فاش گویم آنکه دردل مضمر
است
این کتابي نیست چیزي دیگر
است
چون بجان در رفت جان دیگر
شود

جان چون دیگر شد جهان دیگر شود

مثل حق پنهان و هم پیداست این

زندہ و پایندہ و گویاست این

اندرو تقدیر هاي غرب و شرق

سرعت اندیشه پیدا کن چو برق

با مسلمان گفت جان بر کف بنه

هر چه از حاجت فزون داري بدہ

آفریدي شرع و آییني دگر

اندکي با نورو قرآنش نگر

از بم وزیر حیات آگه شوي

هم ز تقدیر حیات آگہ شوی

(کلیات اقبال (فارسي)، ص317)

ان کی وابستگی قرآن سے بے حد و بسیار تھی. بچپن ہی سے بلند آواز میں قرآن پڑھتے تھے. قرآن پڑھتے وقت شدت سے اس کے زیر اثر ہوتے. اواخر عمری میں جب ان کی آواز میں گرفتگي پیدا ہوئی تو ان کا تمام تر دکھ یہی تھا کہ وہ بلند آواز میں قرآن نہیں پڑھ سکتے. ایام بیماری میں جب ان کے

سامنے کوئی قرآن بلند آواز میں تلاوت کرتا تو ان کے اشك جاري ہوتے اور ایك لرزہ اور اھتزار کی حالت ان پر حاوی ہو جاتي. (اقبال اور قرآن، ص **11**)

انہوں نے اس درد کو اس شکل میں منظوم کیا ہے که،

نغمه ي من در گلوي من شکست
شعله اي از سينه ام بيرون نه جست
در نفس سوز جگر باقي نماند
لطف قرآن سحر باقي نماند (کلیات اقبال (فارسي)، ص **414**)

اقبال نے والد کی نصیحت کے زیر اثر تمام زندگی قرآن کی روشنی میں گزاری۔ وہ قرآن کو کتاب سمجھ کر یا نیکی اور بہشت کے حصول کا ذریعہ جان کر نہیں پڑھتے بلکہ وہ اس کا مکمل ادراک رکھتے تھے۔ والد کے الفاظ کے مطابق وہ کلام اللہ کو اپنے دل پر اترتا محسوس کرتے اور تلاوت کے دوران رو پڑتے تھے۔

"مطالب قرآن پر ان کی نظر ہمیشہ رہتی۔ قرآن پاک کو پڑھتے تو اس کے ایك ایك لفظ پر غور کرتے۔ بلکہ نماز کے دوران جب وہ با آواز بلند

پڑھتے تو وہ آیات قرآنی پر فکر کرتے اور ان سے متاثر ہو کر رو پڑتے ''
(ملفوظاتِ اقبال، ص ۱۲۱)

شاید اسی مناسبت سے انہوں نے فرمایا تھا کہ

تیرے ضمیر پر جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے رازی نہ صاحب کشاف
(کلیات اقبال (اردو) ص۔207)

اقبال کے مستقل خادم علی بخش کہتے ہیں
'' قرآن اس خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے تھے کہ جی چاہتا تھا بس سارے کام چھوڑ کر انہی کے پاس بیٹھا رہوں۔اس زمانے میں کھانا پینا بھی چھوٹ گیا تھا۔صرف شام کو تھوڑا سا دودھ پی لیا کرتے تھے۔،، (اقبال نامہ، ص **18**)

اس شاعر کے اشعار میں قرآني آیات، احادیث رسول خدا (ص) بطور تلمیح نظر آتے ہیں.ان کے نزدیک مہم ترین اور مستند ترین کتاب یہی ہے۔وہ چاہتے تھے کہ ان کا کلام مستند اور معتبر ترٹہرے اس لئے اس کتاب کو ان رہنما بنائے رکھا.اقبال نے چھوتے پارے کی پہلی آیت سے اپنی بات کو مدلل و معتبر ٹہرایا ہے:

چیست قرآن خواجه را پیغام مرگ

دستگیر بندہ ی بی ساز و برگ

ھیچ خیر از مردک زرکش مجو

لن تنالو البر حتی تنفقو!

(کلیات اقبال (فارسی)، ص 316)

انہی نکات کو اقبال کے مندرجہ ذیل اشعار میں بھی دیکھا جاسکتا ہے جہاں وہ زراندوزي اور دنیا طلبي کی مخالفت کرتے ہوئے قرآن پاک کو دلیل بناتے ہیں اور زکات کے فایدے اور حکمت کے بارے میں فرماتے ہیں.

حب دولت را فنا سازد زکات

هم مساوات آشنا سازد زکات

دل ز حتي تنفقو محکم کند

زر فزاید الفت زر کم کند

(همان، همان، ص 36)

یعني شاعر ذخیرہ اندوزي اور مال پرستی کا مخالف ہے اور دست سخا پر یقین اور اعتقاد رکھتا ہے. اس نے یہ درس از قرآن سے حاصل کیا تھا. اقبال نے اس آیہ سے بال جبریل میں نظم ''ابلیس و جبریل'' میں استفادہ کیا ہے. وہ ابلیس کی زبانی کہتا ہے:

جس کي نومیدي س-ے ھو سوز درون کائنات
اس کے حق میں «تقنطو» اچھا ہے یا لاتقنطو

(کلیات اقبال اردو، ص 474)

جیساکہ ذکر ہوا، اقبال کی شاعری ایک طرح کی قرآني تعبیر ہے. آیات کے انتخاب میں اور حتي احادث نبوي میں بھی جو کلمہ ''لا'' سے آغاز ہوتے ہیں زیادہ تر استفادہ فرماتے ہیں. اقبال ایک شعر میں حمیت مسلمانی کا ذکر کرتے ہوئے اپنے پسندیدہ کردار مرد مومن کے لئے، لفظ ''لا تخف'' سے جو قرآن میں تکرار کے ساتھ آیا ہے استفادہ کرتے ہیں، یعني آیات نمبر 17/11-20/21-10/27 میں پروردگار عالم، حکم لا تخف فرماتا ہے. اقبال حضرت موسي کے حوالے سے مرد مومن کے بارے میں فرماتے ہیں:

چون کلیمي سوي فرعوني رود
قلب او از «لا تخف» محکم شود
(کلیات اقبال (فارسي)، ص 65)

اقبال چاہتا ہے که اس کی ملت کا ھر فرد موسي اور خلیل کی طرح کسی قسم کے بیم و خوف کا اسیر نہ ہو۔ وہ قرآني آیات پر تکیه کر کے خدا کی کمک کی تلقین فرماتے ہیں اور اس نکتے کو جو سورہ شعرا، کی آیتوں 65 - 66 میں مضمر ہے، که: و انجینا موسي و من معه اجمعین. ثم اغرقنا الآخرین. اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

درگذر مثل کلیم از رود نیل
سوي آتش گام زن مثل خلیل
(همان، همان، ص 318)

آیه 28 سوره النجم، که جس میں فرمایا گیا ہے کہ: وظن الظن لا یغني عن الحق شیئا، ملاحظه فرمایں که مندرجہ ذیل شعر میں کس کمال سے بیان کرتے ہیں.
حیات جاویدان اندر یقین است
رہ تخمین و ظن گیری، بمیری
(همان، همان، ص 472)

حدیث رسول خدا (ص) ہے ’’لاتحزن ان اللہ معنا‘‘ اس نکتے کو اقبال حزن و یاس سے دور رہنے کے لئے اکثر سمجھتا ہے اور فرماتا ہے کہ:

اي كه در زندان غم باشي اسیر
ازنبي تعليم «لاتحزن بگیر
(همان، همان، ص 472)

حقیقت یہ ہے کہ جب انسان اقبال کی طرح اس کتاب کبیر او خیر کثیر کی تہہ تک پہنچتا ہے وہ کسی بھی سطح پر ذلت اور خواري کے زیر اثر نہین رہتا جب کہ سربلندی اور عظمت کے انسانی وقار تک پہنچتا ہے.

کیونکہ اقبال کی نظر مین مسلمان اگر حقیقی مسالمان بن کر جینا چاہتا یے تو اسے قرآن سے جڑ کر رہنا پڑے گا۔ ملاحظہ ہو:

گر تو می خواھی مسلمان زیستن
نیست، ممکن جز بہ قرآن زیستن (همان، همان، ص 211)

اور جب ایک مسلمان قرآن کو اپنا منشور بنا کر اس پر زندگی گزارنے لگتا ہے تو وہ سراپا قرآن بن جاتا ہے۔ اقبال اسی نکتے کی جانب اشارہ فرماتے ہیں کہ:

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن
(کلیات اقبال (اردو)، ص **88**)

اقبال قرآن پاک پر عمر کے آواخر میں انگریزی زبان میں کتاب لکھنا چاہتے تھے لیکن بیماری کے باعث فرصت میسر نہ ہوئی۔ سر راس مسعود کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

’’ اس طرح میرے لئے ممکن ہو سکتا تھا کہ میں قرآن کریم پر عہد حاضر کے افکار کی روشنی میں اپنے وہ نوٹ تیار کر لیتا جو عرصہ سے میرے زیر غور ہیں لیکن اب تو، نہ معلوم کیوں، ایسا محسوس کرتا ہوں کہ میرا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا۔ اگر مجھے حیات مستعار کی باقی گھڑیاں وقف کر دینے کا سامان میسر آئے تو میں سمجھتا ہوں قرآن کریم کے ان نوٹوں سے بہتر کوئی پیش کش مسلمانانِ عالم کو نہیں کر سکتا،، (اقبال اور قرآن، ص **17**)